باب۔05

دیگر مذاہب

(Different Religions)

سنہ 2012ء میں کی گئی مردم شماری کے مطابق US Census Bureau کا خیال ہے کہ دنیا کی موجودہ آبادی تقریباً 7 بلین ہے۔ ان کے خیال میں اس وقت پوری دنیا میں کوئی 16 سے زیادہ مذاہب کے ماننے والے موجود ہیں۔ ان میں سے نصف سے زیادہ یعنی 53.57 فیصد آبادی ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تین پیغمبروں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں میں سے ہے۔ ان تین مذاہب کے ماننے والے مسلمان، عیسائی اور یہودی کہلاتے ہیں۔ ان تینوں مذاہب پر چلنے والے ایک بات پر متفق نظر آتے دکھائی دیتے ہیں کہ ان کے دینوں کا ماخذ دینِ ابراھیمیؑ ہے، اور ابراھیم علیہ السلام نسبی طور پر ان سب کے دادا ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔

اس دنیا میں کوئی 11.92 فیصد کے قریب ایسے لوگ ہیں جن کا تعلق کسی مذہب سے نہیں۔ جب کہ 2.35 فیصد لوگ توسرے سے مذہب ہی کے انکاری ہیں۔ یہ لوگ Atheist کہلاتے ہیں۔ باقی کی 32.16 فیصد آبادی ایسی ہے جو 13 مذاہب میں سے کسی نہ کسی مذہب کی پیروکار تو ہے لیکن ان مذاہب کی تشکیل، خدا کی طرف سے نہیں ہوئی بلکہ اس کے بندوں نے کی۔ یہ سب کے سب نبی نہیں بلکہ خود ساختہ مذہبی پیشوا تھے۔ یہ مذاہب، ہندو، چائنیز، بدھ، سکھ، بہائی، کنفیوشسٹ، جین اور تھاؤ وغیرہ کہلاتے ہیں۔

Major Religious Groups as a percentage of world population

Christians	33.06%	**Neo**	01.68%	**Jains**	00.07%
Muslims	20.28%	**Sikhs**	00.39%	**Shintoist**	00.04%
Hindus	13.33%	**Jews**	00.23%	**Taoist**	00.04%
Chinese	06.27%	**Spiritist**	00.20%	**Zoro & others**	00.06%
Buddhists	05.87%	**Baha'is**	00.12%	**No Religion**	11.92%
Ethno	03.97%	**Confucianist**	00.10%	**Atheist**	02.35%

Siddiqui Publications

ذیل میں اُن مذاہب کی کچھ تفصیل دی جاتی ہے جن کے افراد اس دنیا میں بہ کثرت پھیلے ہوئے ہیں یا آبادی کے اعتبار سے کم ہونے کے باوجود اپنے اثرات کی وجہ سے اہمیت کے حامل ہیں۔

❖ عیسائیت:

عیسائیت کے بانی اور پیشوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا کے وہ خصوصی بندے ہیں جو حضرتہ مریمؑ کے بطن سے بغیر والد کے پیدا ہوئے۔ اس بات کے ماننے والوں میں نہ صرف عیسائی ہیں بلکہ مسلمان بھی اس پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ آپ کی ولادت کوئی دو ہزار سال پہلے ہوئی۔ آج کے دَور کا رائج عیسوی کیلنڈر، آپ کی تاریخِ ولادت ہی سے منسلک ہے۔ چناں چہ رواں سال کو سنہ 2016 بعدِ مسیح کہا جاتا ہے۔ آپ کی ذات سے پہلے کے تمام ہونے والے واقعات کو قبل مسیح کے حوالے سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انگریزی میں Jesus یا Jesus Christ کہا جاتا ہے۔ آپ نہ صرف عیسائیوں کے نزدیک ایک مقدس ہستی ہیں بلکہ مسلمان بھی آپ کو اسی قدر برگزیدہ مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں آپ کے لیے دو جگہ پر فرماتا ہے،وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ، یعنی "اور ہم نے مریم کے فرزند عیسیٰ [علیہ السلام] کو واضح نشانیاں عطا کیں اور ہم نے پاکیزہ روح سے ان کی مدد کی"، (البقرۃ:۸۷اور ۲۵۳)۔

انجیل یا گا سپل (god-spell) کے معنیٰ خوشخبری کے ہیں۔ اسلام کی رُو سے انجیل ایسی الہامی کتاب ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی ہے۔ لیکن مسیحی لوگوں کے مطابق حضرت عیسیٰؑ پر انجیل نہیں نازل ہوئی، بلکہ عیسیٰ علیہ السلام پر ہونے والے الہامات کو ان کے بعد ان کے حواریوں نے اپنے الفاظ میں لکھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتابیں چار لوگوں نے لکھی ہیں۔ ان کتابوں کو سب سے پہلے Matthew، Mark، Luke اور John نے ترتیب دیا۔ اور یہ چاروں اناجیل 60 سے 100 عیسوی کے درمیان تیار ہوئیں۔ اسی لیے انھوں نے اسے انجیل کی بجائے "Bible" کہا، کیوں کہ بائیبل کے معنی کتاب کے ہیں۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اب بائیبل کو Bible بھی نہیں کہا جاتا بلکہ بعد میں اس کو نئے طور سے ترتیب دے کر New Testament کا نام دیا گیا ہے۔ اِس وقت تک اس New Testament کی بھی مزید 27 کتابیں ترتیب دی جا چکی ہیں۔ (دیکھیں URL, Link-1)۔ پھر یہ نئی ترتیب کسی مقام پر رکتی بھی نظر نہیں آتی۔ اس کے کئی زبانوں میں ترجمے ہوتے ہیں تو وہ بھی نئی ترتیب کے ساتھ۔ ظاہر ہے اس صورت میں "اصلی اور مقدس انجیل" کیوں کر دستیاب ہو!

یوں حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہونے والی وحی میں نہ صرف انسانی تحریف شامل ہوئی بلکہ اس کے ساتھ ایک شاخسانہ یہ بھی ہوا کہ اناطولیہ کے شہر Nicaea میں سنہ 325ء میں منعقد ہونے والی ایک کونسل نے نصرانی عقیدے کو بدل کر اسے ایک نئے رخ پر بھی ڈال دیا اور اس کے عقیدۂ توحید کو ''تثلیث'' کے عقیدے میں بدل ڈالا۔ اب عیسائیت تین عناصر پر مشتمل ہے۔(۱) باپ یعنی خدا، (۲) بیٹا یعنی یسوع مسیح اور (۳) روح القدس یعنی تجلیاتِ خداوندی۔ اس طرح سے عیسائیت اپنے ہی پیروکاروں کے ہاتھوں بدترین خیانت کا شکار ہوگئی۔

اسلام اس تثلیث کے عقیدے اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا قرار دیے جانے کو یکسر مسترد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ انتَهُوا خَيْرًا لَّكُمْ، اور مت کہو کہ [معبود] تین ہیں، تمھارے لیے بہتر ہے کہ اس بات سے باز آجاؤ (النساء:۱۷۱)۔ اور سورۃ المائدہ کی آیت ۷۲ میں فرماتا ہے ،لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ، یعنی ''درحقیقت ایسے لوگ کافر ہوگئے ہیں جنھوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے حالاں کہ مسیح نے کہا تھا، اے بنی اسرائیل! تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا رب ہے اور تمھارا رب ہے، بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے''۔

کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بہ طور نبی، اعلانیہ زندگی کا دورانیہ صرف تین برس کا تھا۔ اس دوران آپ نے کئی معجزات دکھائے۔ ان میں بیماروں کو شفاء دینا، پانیوں پر چلنا اور کئی اشخاص کو موت کے بعد زندہ کرنا شامل ہے۔ آپ کی اس اعلانیہ زندگی میں آپ کے سب سے قریب آپ کے بارہ (12) شاگرد یعنی حواری تھے۔ آپ تعلیم دیتے تھے کہ دنیا کا انجام بالکل غیر متوقع طور پر ہوگا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ آپ آخری اوقات میں دنیا میں واپس آئیں گے تاکہ لوگوں کے اعمال کا حساب لے سکیں۔ اس لئے آپ نے اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ تیار رہنے کی ہدایت کی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہی کے ایک حواری اسکریوتی نے یہودی پلاطوس حاکم کو آپ کے قتل پر آمادہ کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کرکے انھیں طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں۔ آپ کے قتل کے لیے بہت کچھ مکروفریب بھی کیا گیا مگر خدا کا انتقام سب پر غالب آیا۔ اللہ نے ان ہی یہودیوں میں سے ایک کو حضرت مسیح کی صورت میں تبدیل کردیا۔ یہودیوں نے اس شخص کو مسیح سمجھ کر سولی دیدی۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو ملائکہ آسمان پر لے گئے۔

Siddiqui Publications

اِس وقت عیسائیت تین شاخوں میں بٹی ہوئی ہے۔(۱)رومن کیتھولک:اس کا مرکز ،روم کا شہر وٹیکن سٹی ہے۔اور اس کے ماننے والوں کی اکثریت پولینڈ، جنوبی یورپ، آئیر لینڈ اور جنوبی امریکہ میں رہتی ہے۔(۲) آر تھوڈکس یعنی قدامت پرست عیسائی:Greeceاور Slavicممالک،اور روس کے باشندے اس سے تعلق رکھتے ہیں۔اور(۳) پروٹسٹنٹ:ان لوگوں کی اکثریت، شمالی یورپ، برطانیہ، اسکاٹ لینڈ، اور شمالی امریکہ میں آباد ہے۔ یہ تمام عیسائی اس وقت موجودہ دنیا میں نہ صرف آبادی کے اعتبار سے پہلے نمبر پر ہیں بلکہ نہایت فعال بھی نظر آتے ہیں۔

❖ اسلام:

موجودہ تمام مذاہب میں، دینِ اسلام کی اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ یہ سب مذاہب سے جدید ہے۔ چناں چہ اسے The Most Modern Religion کا درجہ دینا ہوگا۔ اس دین کو روشناس کرانے والے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، 20 اپریل 571ء کو جزیرۃ العرب کے شہر مکہ میں پیدا ہوئے۔چالیس سال کے تھے جب آپؐ نے نبوت کا اعلان فرمایا۔اس کے بعد ہر نبی کی طرح آپؐ کو بھی بے شمار صعوبتوں کا سامنا رہا۔ چناں چہ دس سال بعد آپؐ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مدینہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ،افضل الانبیاء ہیں۔ آپؐ کی تمام نبیوں پر افضلیت اس بات سے ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نہ صرف قرآن مجید کو نازل فرمایا بلکہ اس میں کئی بار یہ حکم فرمایا کہ، **وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ**،اور اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو،(آل عمران:۳۲، ۱۳۲، النساء:۵۹، المائدہ:۹۲، الانفال:۱، ۲۰، ۴۶، النّور:۵۴، ۵۶، محمد:۳۳، المجادلۃ:۱۳، التغابن:۱۲)۔ ساتھ ہی امتِ محمدیہؐ کو یہ بھی ہدایت فرمائی کہ،**وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا**،اور رسول جو تم کو دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے دور رہو،(الحشر:۷)۔ یہاں تک کہ یہ ارشاد ہوا کہ،**مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ** ، جس نے رسول[صلی اللہ علیہ وسلم] کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ ہی کا حکم مانا،(النساء:۸۰)۔ چناں چہ اسلامی شریعت کی تشکیل نہ صرف قرآن مجید کے احکامات پر مبنی ہے، بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیثِ مبارکہ پر بھی محیط ہے۔

محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کی دوسری اہم بات یہ ہے کہ دینِ اسلام، حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور کئی ادوار میں مختلف انبیاء کی تعلیمات سے ہوتے ہوئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ اور پھر یہ دین یہاں پہنچ کر اپنی تکمیل کو بھی پہنچا۔**الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا**،(المائدہ:۳)۔

دینِ اسلام کی مقدس کتاب قرآنِ کریم ہے۔ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر وقفوں کے ساتھ نازل ہوئی۔ اس کا کچھ حصہ مکہ میں اترا اور کچھ مدینہ میں۔ قرآن کے اجزا پر غور کریں تو معلوم ہو گا کہ یہ کتاب علم کا ایک خزانہ ہے۔ اس میں توحید کا درس ہے، اس میں عبادات اور زندگی کے معمولات کے لیے مکمل لائحہ عمل ہے، اس میں گذشتہ اقوام اور نبیوں کی تاریخ ہے، اس میں نیکی اور بدی کے مقابل جزا اور سزا کا تصور ہے۔ اس کتاب کی فصاحت اور بلاغت تو خود عربی زبان پر عبور رکھنے والوں کے لیے کسی معجزے سے کم نہیں۔ اور یہ اعجاز ایسی شخصیت کو دیا گیا جو "اُمّی" تھے۔ دنیا میں کسی سے پڑھے ہوئے نہ تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی نے آپؐ کو اِس علم لدنّی سے سرفراز فرمایا۔ چناں چہ اِس کتاب کے الہامی اور آسمانی ہونے میں کسی شک کی گنجائش نہیں۔

رسولِ معظمؐ نے خود پر نازل ہونے والی تمام وحی کو ساتھ ساتھ ہی لکھوانے کا اہتمام فرمایا اور پھر اس کی آخری ترتیب بھی اپنی نگرانی میں فرمائی۔ قرآن مجید کی یہ تحریریں صحابہ کرامؓ کے پاس آپؐ کی حیات میں چیدہ چیدہ صورت میں تھیں۔ بعد میں آپؐ کے خلفاء، حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ نے اپنے اپنے ادوار میں اپنی نگرانی میں مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ رتعالیٰ اجمیعن کی مدد سے اس کلام الٰہی کو غلطیوں سے مکمل پاک رکھتے ہوئے کتابی شکل دینے کا اہتمام کیا۔ اس کے علاوہ انھوں نے حفاظ کرام کے ذمے یہ کام بھی دیا کہ وہ پورے قران مجید کو ہر سال رمضان میں سنانے اور سننے کا اہتمام کریں۔ اس سننے سنانے اور غلطیوں پر فوری ٹوکنے کا سلسلہ آج تک بھی جاری ہے۔ یوں یہ مقدس کتاب پورے اعتماد کے ساتھ اس کے کسی انسانی تحریف سے پاک ہونے کی دعویدار ٹھہری۔ ایسا کیوں کر نہ ہوتا جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ بے شک یہ ذکرِ عظیم [قرآن] ہم نے ہی اتارا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے، (الحجر:۹)۔

اسلام کی اصل، توحید کی تعلیم ہے۔ اللہ کے وجود کو بالذات ماننا ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی ذاتی وجود رکھتا ہے۔ دوسرے سب وجود اس کی ذات سے ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں جب کہ سب اس کے محتاج ہیں۔ اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی الہامی کتابوں پر، اس کے نبیوں پر، روزِ آخرت پر اور اچھی یا بری تقدیر کا سب اللہ کی طرف سے ہونے پر ایمان، اسلامی عقائد کے اجزا ہیں۔ توحید کی گواہی دینا، روزآنہ ۵ وقت کی نماز ادا کرنا، غریبوں کے لیے زکوٰۃ نکالنا، ماہِ رمضان میں روزے رکھنا، اور صاحبِ حیثیت مسلمان کا، زندگی میں ایک بار، مہینہ ذی الحجہ میں، مکہ میں حج بیت اللہ ادا کرنا اور مدینہ میں روضۂ رسول پر حاضری دینا، ارکان اسلام میں سے ہیں۔

جیسا کہ کہا گیا اسلام ایک نظام حیات دیتا ہے۔ اس میں انسان کی تہذیبِ نفس کرنا ہے۔ اس میں مکارم اخلاق ہے۔ یہ مساوات پیدا کرتا ہے۔ لیکن اس مساوات میں، نیک و بد، عالم اور جاہل، محنتی اور آرام طلب سب کو برابر نہیں کر دیتا، بلکہ ہر ایک کو اس کا حق دیتا ہے۔ یہ دین، عمل اور اس کے مقابل اس کی جزا اور سزا پر یقین رکھتا ہے۔ اسلام، محبت، فرض شناسی اور اعتدال کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ حلال و حرام کی تمیز سکھاتا ہے۔ اسلام، جائیداد میں ملکیت اور وراثت کا حق دلاتا ہے۔ اسی طرح یہ دین، عورتوں کے حقوق کی بھی حفاظت کرتا ہے۔ اِس دین نے معاشی و معاشرتی اصول و ضوابط بھی طے کیے ہیں۔ ان کے علاوہ اس میں تمام دیوانی اور فوجداری قوانین بھی موجود ہیں۔

دینِ اسلام میں "خَشْيَةِ اللَّهِ" یعنی اللہ کا ڈر، تریاقِ اعظم کا کام کرتا ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے آخرت اور روزِ حساب کا تصور دیا۔ لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی فرماتا ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے، وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔ اور بالآخر جنت کی خوشخبری بھی دیتا ہے۔

اس وقت کوئی 58 ممالک ایسے ہیں جن میں مسلم آبادی کا تناسب 50 فیصد سے زیادہ ہے۔ یوں انہیں مسلم ملک کہا جاسکتا ہے اگرچہ کہ ان میں سے بعض ممالک کا سرکاری مذہب اسلام نہیں۔ تاہم ان میں سے 47 ممالک ایسے ہیں جن میں مسلمانوں کی آبادی 70 فیصد سے 100 فیصد تک ہے۔ یوں ان ممالک کو اصولاً اسلامی ممالک کہا جائے گا۔ انڈونیشیا، پاکستان اور بنگلہ دیش وہ 3 ممالک ہیں جو مسلم آبادی کے اعتبار سے سرفہرست ہیں۔ نائیجیریا، ترکی، مصر اور ایران میں بھی مسلمانوں کی آبادی بہ کثرت ہے۔ افغانستان، سعودی عربیہ، سومالیہ، لیبیا، ماریطانیہ، عمان، قطر، بحرین اور مالدیپ ایسے ممالک ہیں کہ جن میں آبادی تو کم ہے لیکن یہاں پر سو فیصد مسلمان رہتے ہیں۔

جغرافیائی اعتبار سے براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ میں مسلمان سب سے زیادہ بستے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ایشیا میں مسلمانوں کی آبادی کوئی 30 فیصد ہے۔ جب کہ افریقہ میں یہ تناسب بڑھ کر 59 فیصد تک پہنچ جاتا ہے۔ افریقہ کے مسلمانوں کی یہ کثرت اِس براعظم کے شمالی حصے میں دکھائی دیتی ہے۔

اسلام وقت کے ساتھ ساتھ تیزی سے پھیلتا بھی جارہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق پچھلے 50 سالوں میں مسلمانوں میں اضافہ کی شرح کوئی 235 فیصد کے قریب رہی۔ حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق عیسائیت کے پھیلنے کی شرح تقریباً 1.5 فیصد سالانہ ہے، جب کہ اس وقت دنیا میں اسلام کے پھیلاؤ کی شرح 6.4 فیصد سالانہ کے قریب بتائی جاتی ہے۔ موجودہ دور میں مذہبِ اسلام کی تبلیغ کے اثرات یورپی ممالک اور آسٹریلیا میں غیر معمولی حد تک زیادہ نظر آتے ہیں۔ ایک سروے کے مطابق اس کی شرح بالترتیب 142٪ اور 257٪ ملتی ہے۔

❖ ہندو مذہب:

ہندومت کے پیروکار کو ہندو کہا جاتا ہے۔ ہندو دھرم کے ماننے والے اپنے مذہب کو "سناتنا دھرما" بھی کہتے ہیں۔ سناتنا دھرما، سنسکرت کے الفاظ ہیں اور اس کے معنی "لازوال قانون" کے ہیں۔ ہندومت، قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے۔ اِس کی جڑیں قدیم ہندوستان کی تاریخی ویدی مذہب سے ملتی ہیں۔

ہندومت کے کئی بانی ہیں۔ چناں چہ اس کے ماننے والے مختلف عقائد اور روایات رکھتے ہیں۔ اس مذہب میں ویسے تو بہت سے خدا ہیں لیکن اگر اس کو تفصیل سے سمجھا جائے تو ہندومت بھی خدا ہی کی عبادت کرنے کا حکم دیتا ہے۔

مولانا عبد القدیر صدیقیؒ توحید کے مضمون میں اپنی تفسیر میں ان لوگوں کے متعلق لکھتے ہیں۔

"۔۔ صاحبو! پہلے زمانے کے بت پرستوں کا یہ خیال تھا کہ ہر کام کے لیے ایک معبود ہے، ایک دیوتا ہے۔ مثلاً مکانات کے لیے زحل، جنگ کے لیے مریخ، علم کے لیے مشتری، موسیقی کے لیے زہرہ، انشائپردازی اور رسل و رسائل کے لیے عطارد۔ سورج کو وہ اپنا سب سے بڑا دیوتا سمجھتے۔ چاند میں ایک بوڑھی چرخہ کات رہی ہوتی۔ مشتری کو سعدِ اکبر یعنی Most favourable اور زہرہ کو سعدِ اصغر یعنی Promising خیال کرتے۔ جبکہ وہ زحل کو نحسِ اکبر یا Very unlucky اور مریخ کو نحسِ اصغر یعنی Ill-fated سمجھتے۔ ایک خدا کے کوئی قائل نہ تھے۔ اِس وقت ہندوؤں کا مذہب قریب قریب یہی ہے۔

ہندوؤں کے پاس (۱) خدا، (۲) مادّہ اور (۳) جیو ہے۔ اور بعض کے پاس آکاش یعنی وسعتِ علم بھی ہے۔ تحقیق نہ رکھنے اور غور و فکر نہ کرنے کی وجہ سے یہ تثلیث یعنی Trinity کے دلدل میں پھنس گئے ہیں۔ یہ بُت پرست، دیو کے بھی قائل ہیں اور دیوی کے بھی۔ ان کے پاس ہر کام کے لیے ایک بُت ہے۔ انہوں نے عالمِ مثال میں کچھ دیکھ لیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات کی تجلی ہو گئی۔ بس قیامت ہی ہو گئی! عمر بھر اسی کو پکڑ کر بیٹھ گئے۔ دوسرے ہزارہا تجلیات ہوں۔ یہ کب مانتے ہیں! بس ایک صورت کو پکڑ لیا اور لگے اس کو پوجنے۔ ایک صورت کو ماننا، اور دوسری صورتوں سے انکار۔۔۔! جو مرد دانا ہوتا ہے شعور رکھتا ہے، ہزاروں صورتیں دیکھتا ہے لیکن کسی ایک صورت پر اڑ نہیں جاتا، بلکہ وہ ہمیشہ خدا کی تازہ تجلی دیکھنے کے لیے تیار رہتا ہے۔۔"

ہندو تین دیوتاؤں کے قائل ہیں۔ پہلا، گرام دیوتا یعنی بستی کا دیوتا ہے۔ دوسرا، کولا دیوتا یعنی خاندان کا دیوتا ہے۔ تیسرا، اشتاد دیوتا یعنی ذاتی دیوتا ہے۔ یوں ہندو کا گرام دیوتا، گنیش ہے۔ کولا دیوتا کا، دیوی لکشمی ہے اور ذاتی دیوتا، نندی ہو سکتا ہے۔ ان کے علاوہ ہندو خصوصی مواقع پر دوسروں کو بھی پوجتے ہیں۔

Siddiqui Publications

ان کے پاس دُرگاپوجا کے موقع پر درگا کو، گنیش چیر تھی کے موقع پر گنیش کو، کرشن کے جنم اشٹمی کے زمانے میں کرشنا کو، دیوالی کے موقع پر لکشمی کو، اور شیواترِی میں شیوا کو پوجا جاتا ہے۔

اس وقت عیسائیت اور دینِ اسلام کے بعد ہندومت، دنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔ لیکن غور کیا جائے تو یہ مذہب صرف بھارت اور نیپال کے علاقوں تک ہی محدود ہے۔

❖ یہودیت:

حضرت ابراھیم علیہ السلام کے ایک پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کا لقب اسرائیل (یعنی اللہ کا بندہ) تھا۔ حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے جن میں سے ایک کا نام یہودہ تھا۔ اسی سے یہودی کا لفظ بنا۔ اور یہی بنی اسرائیل بعد میں یہودی کہلائی۔ بنی اسرائیل کی قوم فلسطین اور مصر میں آباد رہی۔ یہ قوم ایک طویل عرصے تک یہاں حکمرانی بھی کرتی رہی۔

بنی اسرائیل میں حضرت ابراھیمؑ سے لے کر حضرت سلیمانؑ تک کئی مشہور انبیاء گذرے ہیں۔ ان میں سے حضرت موسیٰؑ اور حضرت داوٗدؑ، صاحبِ کتاب پیغمبران ہیں۔ قرآنی اعتبار سے اللہ نے تورات کو حضرت موسیٰؑ پر اور زبور کو حضرت داوٗدؑ پر نازل فرمایا۔ لیکن یہودی اس بات سے متفق نہیں۔ جس طرح عیسائی انجیل کی جگہ بائیبل اور New Testament کو اپنی مذہب کی نمائندہ کتاب سمجھتے ہیں اسی طرح یہودی تورات کی جگہ اپنی ترتیب شدہ Old & New Testaments کو مقدس کتابوں کا درجہ دیتے ہیں۔ غالباً اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے ناراض ہوتے ہوئے قرآن مجید میں فرمایا، يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ، اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناوٗ، یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، (المائدہ:۵۱)۔

یہودی، حضرت عیسیٰؑ کو پیغمبر بھی نہیں مانتے اور نہ ہی محمد مصطفیؐ کے نبی و رسول ہونے کے قائل ہیں۔ انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، دونوں کے اعلانِ نبوت پر شدید ردعمل کا اظہار کیا۔ یہاں تک کہ یہودی قوم، حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر چڑھانے کی بھی ذمہ دار ہے۔ یہودی، عیسائیوں اور مسلمانوں کے خلاف ہمیشہ ہی سازشوں میں مصروف رہے اور انھوں نے ان سے کئی بار جنگیں بھی لڑیں۔

یہودی اب بہت کم رہ گئے ہیں۔ اس وقت یہ دنیا کی کُل آبادی کا صرف 0.23 فیصد ہیں۔ ان میں کی اکثریت امریکہ اور اسرائیل میں رہائش پذیر ہے۔ البتہ اس وقت یہ مالی اور سیاسی طور پر انتہائی مستحکم ہیں لہٰذا بہت کم آبادی ہونے کے باوجود دنیا بھر میں اپنا اثر رکھتے ہیں۔

Siddiqui Publications